بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ری سائیکل شدہ پانی کا حکم

محمد زاہد

جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

(رفِ تحریر)

پانی انسان کی سب سے بنیادی ضرورت اور زندگی کی بنیاد اور اس کی بقاء کے لئے ناگزیر ہے، آج کے دور میں انسانیت جن مسائل سے دوچار ہے ان میں پانی کی قلت کا مسئلہ خاصا اہم ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ سنگین ہوتا جا رہا ہے، اس مسئلے کے حل کے لئے انسان نے جو ذرائع سوچے ہیں ان میں پانی کو خاص قسم کے کیمیاوی اور میکانکی مراحل سے گذار کر اسے صاف کر کے دوبارہ استعمال کے قابل بنانا بھی شامل ہے۔ اس عمل کو پانی کی ری سائیکلنگ کہا جاتا ہے۔ جو پانی ری سائیکل ہوتا ہے اس میں ری سائیکل ہونے سے پہلے چونکہ دیگر اشیاء کے علاوہ ناپاک چیزیں بھی شامل ہوتی ہے اور جمہور فقہاء کے مذہب کے مطابق وہ ناپاک ہوتا ہے اس لئے ری سائیکلنگ کے بعد جبکہ نجاست کے تمام اجزاء اس سے الگ ہو چکے ہوں اور صرف پانی ہی پانی رہ گیا ہو تو اس کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے استعمال کا کیا حکم ہے، اور کیا وہ اب بھی ناپاک ہی رہے گا یا ری سائیکلنگ کے عمل کے بعد وہ پاک سمجھا جائے گا، دوسرے لفظوں میں یہ سوال یوں ہوں ہوسکتا ہے کہ ری سائیکلنگ سے پہلے پانی کی دو مختلف اوقات میں مختلف حالتیں تھی، ایک مرحلے میں جبکہ وہ نجاست میں ملوث نہیں ہوا تھا وہ پاک تھا، جبکہ دوسرے مرحلے میں جب اس میں نجاست شامل ہوگئی تو وہ ناپاک ہوگیا، ری سائیکلنگ کے بعد پہلی حالت والا حکم لوٹ آئے گا یا دوسری حالت والا حکم برقرار رہے گا۔

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے تو قرآن وسنت کی نصوص کی شروع کی روشنی میں یہ دیکھنا ہوگا کہ پانی کی طبیعت کیا ہے اور اس میں اصل کیا ہے۔ تو اس سلسلے میں فقہاء کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے کہ پانی اپنی اصل کے اعتبار سے نہ صرف پاک (طاہر) ہے بلکہ پاک کرنے والا (طہور) بھی ہے۔ یہی بات متعدد نصوص میں بیان کی گئی ہے، جن میں چند ایک یہاں بطور مثال پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وأنزلنا من السماء ماء طهوراً ﴾ [الفرقان : ۴۸]

۲۔ ابوسعید خدری سے مروی ایک حدیث میں ہے " الماء طهور لا ينجسه شيء " (سنن نسائی: کتاب الطہارۃ: ذکر بئر بضاعۃ، ابوداؤد، کتاب الطہارۃ: باب ماجاء فی بئر بضاعۃ، ترمذی: أبواب الطہارۃ: باب ماجاء أن الماء طہور لا ینجسہ شیء، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے) ۔اسی مضمون کی ایک حدیث ابو امامہؓ سے بھی مروی ہے (ابن جریر طبری، تہذیب الآثار) ۔اسی مضمون کی ایک حدیث ثوبانؓ سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: " الماء طهور إلا ما غلب على طعمه أو ريحه " (سنن دارقطنی کتاب الطہارۃ : باب الماء المتغیر) ۔اس موضوع کی احادیث کی تفصیلی تخریج کے لئے ملاحظہ ہو نصب الرایۃ: کتاب الطہارۃ: باب الماء الذی یجوز بہ الطہارۃ۔ یہی مضمون متعدد صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے، مثلاً حضرت عائشہؓ سے مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطہارۃ: من قال إن الماء طہور لا ینجسہ شیء، ابن حجر: التلخیص الحبیر ۱/۱۳۰)۔

اس آیت اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانی اپنی اصل کے اعتبار سے پاک ہے۔ اس کا نتیجہ بظاہر یہی ہونا چاہئے کہ جب پانی سے تمام آلائشیں اور نجاسات یقینی طور پر نکل گئیں تو وہ اپنی اصلی اور فطری حالت پر لوٹ آئے یعنی اسے پاک سمجھا جائے۔ فقہائے کرام کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

عبارات سے بھی یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے۔نیز فقہا کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح جسم یا کپڑے وغیرہ سے نجاست کو زائل کر کے پاک کیا جاسکتا ہے اسی طرح پانی کی تطہیر بھی ممکن ہے۔اس سلسلے میں چاروں فقہوں کا ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

فقہ حنفی:

حنفیہ میں سے امام طحاوی مذکورہ بالا حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو کہا گیا ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی یہ ایسے ہی جیسے ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "إن المسلم لا ینجس" یعنی مسلمان ناپاک نہیں ہوتا ،یا ایک اور حدیث میں کہا گیا ہے "إن الأرض لا تنجس" یعنی زمین ناپاک نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمان کبھی بھی ناپاک نہیں ہوتا خواہ اس کے جسم پر کتنی ہی نجاست لگ جائے ، بلکہ اس کا مطلب ہے کہ جس وقت اس کے جسم پر نجاست نہ ہو اس وقت وہ ناپاک نہیں ہوتا ، یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ زمین ناپاک نہیں ہوتی ، یعنی زمین اپنی ذات کے اعتبار سے ناپاک نہیں ہوتی بلکہ نجاست کے اس کے ساتھ ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے ناپاک سمجھی جاتی ہے۔ امام طحاوی کا فرمانا یہ ہے کہ "پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی" کا مطلب بھی وہی ہے جو مسلم اور زمین کے ناپاک نہ ہونے کا ہے۔یعنی جب اس میں نجاست ہوگی اسے ناپاک سمجھا جائے اور اس میں نجاست نہ ہونے کی صورت میں پانی کو ناپاک نہیں سمجھا جائے گا، امام طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں:

قال أبو جعفر: فكان معنى قوله : " إن الأرض لا تنجس " أي أنها لا تبقى نجسة إذا زالت النجاسة منها لا أنه يريد أنها غير نجسة في حال كون النجاسة فيها ، فكذلك قوله في بئر بضاعة : " إن الماء لا ينجسه شيء " ليس هو على حال كون النجاسة فيها ، إنما هو على حال عدم النجاسة فيها ، فهذا وجه قوله صلى الله عليه وسلم في بئر بضاعة : " الماء لا ينجسه شيء " والله أعلم

طحاوی کی بات کا خلاصہ یہی نکلتا ہے کہ جس طرح انسانی جسم یا زمین وغیرہ کو اس کے نجاست کے ساتھ مختلط ہونے کی وجہ سے ناپاک کہا جاتا ہے لیکن جب نجاست اس سے زائل ہو جائے تو اسے پاک قرار دیا جاتا ہے، ای طرح پانی کو بھی اس کے ساتھ نجاست کے مختلط ہونے کی وجہ سے ناپاک قرار دیا جاتا ہے، لہذا جب یہ یقین ہو جائے کہ اس میں نجاست کا اختلاط نہیں رہا تو وہ ناپاک نہیں رہنا چاہئے۔علامہ انور شاہ صاحب کشمیری نے العرف الشذی میں فرمایا ہے کہ میں طحاوی ہی کی بات کو تعبیر بدل کر یوں بیان کرتا ہوں کہ "الماء طهور ، لا يبقى نجسا ابدا ، بحيث لا يكون لطهارته سبيل " یعنی پانی پاک کرنے والا ہے، وہ دائمی طور ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ اسے پاک کرنے کی کوئی صورت نہ ہو، اس عبارت میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے تقریبا تصریح فرمادی ہے کہ پانی کو پاک کرنا ممکن ہے، پاک کرنے کی ظاہر ہے یہی شکل ہو سکتی ہے کہ اس سے نجاست کے اجزاء زائل کر دیے جائیں۔

یہی بات کافی وضاحت کے ساتھ معروف حنفی فقیہ علامہ کاسانی نے بیان فرمائی ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ پانی اپنی ذات کے اعتبار سے کبھی بھی ناپاک نہیں ہوتا۔بلکہ بات صرف اتنی ہوتی ہے کہ وہ نجاست کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے،(اس لئے اس پر ناپاکی والا حکم لگایا جاتا ہے)۔ بعض لوگوں نے یہ کہا تھا کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جو چیز ایک دفعہ ناپاک ہو جائے وہ کبھی پاک ہو ہی نہ سکے، اس لئے کہ پاک کرنے کے لئے پانی جونہی اس ناپاک چیز کے ساتھ ملے گا وہ خود ناپاک ہو جائے گا اور وہ کسی اور چیز کو پاک کرنے کی صلاحیت کھو بیٹھے گا۔ ان حضرات کی اس بات کی تردید کرتے ہوئے کاسانی اپنی معروف کتاب "بدائع الصنائع" میں فرماتے ہیں:"قولهم : إن الماء بأول ملاقاة النجس صار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نجسا ممنوع والماء قط لا يصير نجسا وإنما يجاور النجس فكان طاهرا في ذاته فصلح مطهرا" اس سے بھی معلوم ہوا کہ پانی اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہے، اس کا ناپاک ہونا ایک امرِ عارض کی وجہ سے ہے، جب وہ زائل ہو جائے گا تو اس کی پاکی والی اصل حالت لوٹ آئے گی، جیسا کہ جسم، کپڑا، زمین وغیرہ دیگر اشیاء میں ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ لگی ہوئی نجاست زائل ہونے سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم پانی کا ہونا چاہئے۔ فقہائے حنفیہ کے ذکر کردہ اصولوں کا تقاضا یہی ہے۔

لیکن چونکہ پانی میں سے نجاست نکالنے کے طریقے اس زمانے میں متعارف نہیں تھے اس لئے جزئیات کی شکل میں یہ مسئلہ فقہ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ البتہ اس سے ملتا جلتا ایک مسئلہ ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں کسی مائع چیز کو پاک کرنا بھی ممکن ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ کسی پگھلے ہوئے گھی میں اگر نجاست گر جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا اسے پاک کرنا ممکن ہے۔ اس میں فقہائے حنفیہ کا کچھ اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ کا مذہب یہ ہے اور یہی حنفیہ کے ہاں مفتی بہ ہے کہ اسے پاک کرنا ممکن ہے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

> قال في الدرر: لو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلى حتى يعود إلى مكانه والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات اهـ وهذا عند أبي يوسف خلافا لمحمد وهو أوسع وعليه الفتوى كما في شرح الشيخ إسماعيل عن جامع الفتاوى۔
>
> وقال في الفتاوى الخيرية: ظاهر كلام الخلاصة عدم اشتراط التثليث وهو مبني على أن غلبة الظن مجزئة عن التثليث وفيه اختلاف تصحيح ثم قال: إن لفظة: فيغلى ذكرت في بعض الكتب۔
>
> والظاهر أنها من زيادة الناسخ فإنا لم نر من شرط لتطهير الدهن الغليان مع كثرة النقل في المسألة والتتبع لها إلا أن يراد به التحريك مجازا فقد صرح في مجمع الرواية وشرح القدوري أنه يصب عليه مثله ماء ويحرك فتأمل. (رد المحتار على الدر المختار ۱/۴۳۳).

مالکیہ کے نزدیک کسی پانی میں ناپاکی پڑ جانے کی صورت میں اس کے ناپاک ہونے کا دارومدار اس پر ہے کہ اس نجاست کی وجہ سے اس پانی کا کوئی وصف (رنگ، بو، مزا) تبدیل ہوا یا نہیں ہوا، اگر تبدیل نہیں ہوا تو وہ پانی پاک ہے اور اگر تبدیلی آ گئی تو وہ ناپاک ہے، جبکہ حنفیہ، شافعیہ، حنابلہ کے نزدیک پانی قلیل ہونے کی صورت میں نجاست پڑنے سے ہر حال میں ناپاک ہو جائے گا، اور کثیر ہونے کی صورت میں وہی مالکیہ والا اصول ہے کہ دارومدار تغیرِ اوصاف پر ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس پانی کا کوئی وصف نجاست کی وجہ سے بدل جائے وہ سب کے نزدیک ناپاک ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اس بات کا یقین ہے کہ جو پانی ہم استعمال کر رہے ہیں اس کے ساتھ نجاست بھی استعمال ہو رہی ہے، اتنی بات پر تو حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے کہ قلیل اور کثیر میں مذکورہ فرق کیا جائے، لیکن یہ فیصلہ کیسے ہوگا کہ کونسا پانی قلیل ہے اور کونسا کثیر، اس کے معیار میں ان فقہاء کا آپس میں اختلاف ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں فرق کا معیار پانی کا دو مٹکوں (قلتین) کے برابر ہونا یا نہ ہونا ہے، جو پانی دو مٹکوں کے برابر یا اس سے زیادہ ہے وہ کثیر شمار ہوگا، جو دو مٹکوں سے کم ہے وہ کثیر، جبکہ حنفیہ کے ہاں اگرچہ بعض حضرات نے تالاب وغیرہ کے طول وعرض کے ذریعے تحدید کی ہے لیکن راجح حنفیہ کے ہاں یہ ہے کہ پانی کے قلیل یا کثیر ہونے کا دارومدار ہر استعمال کرنے والے کی اپنی رائے (ظن مبتلی بہ) پر ہے، لیکن استعمال کرنے والا اپنی رائے کس بنیاد پر قائم کرے گا اس کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ دیکھے گا کہ پانی کو ایک طرف سے حرکت دینے سے اس کی دوسری جانب میں حرکت ہوتی ہے یا نہیں، اگر ایک طرف کی حرکت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے پانی کو دوسری طرف سے بھی حرکت ہوتی ہے تو اسے قلیل سمجھا جائے گا وگرنہ کثیر، وجہ اس کی یہ ہے کہ پانی کی ایک طرف کی حرکت کے دوسری طرف پہنچ جانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف کی نجاست کا اثر بھی دوسری طرف پہنچ رہا ہوگا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک کثیر پانی میں اصل دارومدار اس بات پر ہے کہ پانی کے استعمال سے اس کے ساتھ اجزاء نجاست بھی استعمال ہو رہے ہیں یا نہیں، اگر اس بات کا غالب گمان ہے کہ اگرچہ پانی میں نجاست پڑی ہوئی ہے لیکن میں جو پانی استعمال کر رہا ہوں اس میں نجاست کے اجزاء شامل نہیں ہیں تو وہ پانی پاک سمجھا جائے گا۔ (الدر المختار مع حاشیہ شامی ۱/۲۰۵ تا ۲۰۷)، اگر یہی ظنِ غالب ریسائکلنگ کے ذریعے ہو جائے اور اس بات کا یقین ہو جائے اجزاءِ نجاست سمیت اس میں کسی قسم کی آلائش موجود ہی نہیں ہے وہ خالصتاً پانی ہی ہے تو حنفیہ کے مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں اسے پاک ہی قرار دینا چاہئے، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ پانی کے ناپاک ہونے کی وجہ تغیر تھی، جب یہ وجہ زائل ہوگئی تو ناپاکی کا حکم بھی زائل ہو جائے گا، یہی بات فقہ مالکی، شافعی اور حنبلی میں زیادہ صراحت کے ساتھ ملتی ہے۔

پھر حنفیہ کے ہاں ناپاک پانی کے پاک ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ جاری ہو جائے، بشرطیکہ اس میں نجاست کا رنگ، بو اور مزا ظاہر نہ ہو رہا ہو، لہذا جب کسی ناپاک پانی پر کچھ وقت ایسا آ گیا کہ وہ جاری اور بہنے والا تھا اور اس میں نجاست کے اثرات نہیں تھے تو وہ پاک متصور ہوگا، اس کے بعد دوبارہ اس میں نجاست پڑنے سے ہی وہ ناپاک ہوگا، چنانچہ الدر المختار میں ہے: "ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه، وكذا البئر وحوض الحمام" چنانچہ اگر کسی چھوٹے سے تالاب کے ساتھ کوئی شخص نالی بنا لے اور اس تالاب کا پانی اس نالی میں سے گذر کر دوسری طرف جا رہا ہو تو وہ ماءِ جاری سمجھا جائے گا، اسی طرح اگر ناپاک پانی کے لوٹے میں مزید پانی ڈالا جائے اور پانی لوٹے کی ٹونٹی سے بہہ پڑے تو وہ بھی جاری سمجھا جائے گا، اس سے نہ صرف یہ کہ پانی پاک ہو جائے گا بلکہ لوٹا بھی پاک ہو جائیگا، بشرطیکہ اس پانی میں نجاست کا اثر محسوس نہ ہوتا ہو، پرنالے سے بہنے والے بارش کے پانی کو بھی فقہاء حنفیہ نے جاری شمار کیا ہے، اس لئے اگرچہ وہ پانی گندگی پر سے گذر کے آ رہا ہو، بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر محسوس نہ ہوتا ہو، اس تفصیل کے مطابق اگر ریسائکلنگ کے عمل کے دوران کوئی مرحلہ بھی ایسا آتا ہے جس میں اس پانی میں نجاست کے اثرات نہیں ہیں وہ جاری بھی ہے تو وہ فقہ حنفی کے مطابق پاک ہونا چاہئے، بلکہ بڑی پائپ لائن سے گذرنے والا پانی بھی حنفیہ کی عبارت کے مطابق پاک تصور ہونا چاہئے، الدر المختار اور شامی کی کچھ عبارات درجِ ذیل ہیں:

در مختار میں ہے

وكذا لو حفر نهرا من حوض صغير أو صب رفيقه الماء في طرف ميزاب وتوضأ فيه وعند طرفه الآخر إناء يجتمع فيه الماء جاز توضؤه به ثانيا وثم وثم وتمامه في البحر

ایک اور جگہ پر ہے:

وألحقوا بالجاري حوض الحمام لو الماء نازلا والغرف متدارك كحوض صغير يدخله الماء من جانب ويخرج من آخر يجوز التوضي من كل الجوانب مطلقا به يفتي

شامی میں ہے:

مسألة: إذا كان في الكوز ماء متنجس، فصب عليه ماء طاهر حتى جرى الماء من الأنبوب بحيث يعد جريانا ولم يتغير الماء فإنه يحكم بطهارته

ایک اور جگہ پر ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قوله: وكذا لو حفر نهرا الخ أي وأجرى الماء في ذلك النهر وتوضأ به حال جريانه فاجتمع الماء في مكان فحفر رجل آخر نهرا من ذلك المكان وأجرى الماء فيه وتوضأ به حال جريانه فاجتمع في مكان آخر ففعل ثالث كذلك جاز وضوء الكل إذا كان بين المكانين مسافة وإن قلّتْ

فقہ مالکی:

فقہ مالکی کے مطابق پانی میں نجاست شامل ہوجانے کی صورت میں اس کے پاک یا ناپاک ہونے کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس نجاست کے اوصاف (رنگ، بو، مزا) اس پانی میں ظاہر ہوئے یا نہیں، اگر پانی متغیر ہوگیا یعنی نجاست کے ان اوصاف میں سے کوئی وصف اس میں ظاہر ہوگیا تو وہ پانی ناپاک ہوگا، البتہ فقہ مالکی میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ اگر اس ناپاک پانی کا تغیر زائل ہوجائے یعنی نجاست کے ان تین اوصاف میں سے کوئی بھی اس میں باقی نہ رہے تو ایسے پانی کا کیا حکم ہوگا، معروف مالکی فقیہ علامہ دسوقی نے جو اس سلسلے میں فقہاء مالکیہ کی عبارات کا خلاصہ نکالا ہے وہ یہ ہے کہ اگر پانی کثیر ہو اور نجاست کے ذریعے اس کا تغیر ہوگیا ہو، بعد میں وہ تغیر زائل ہوجائے تو اس کی متعدد صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ کثیر پانی ایسا ہو جس میں کہیں سے پانی کا اضافہ ہوتا رہتا ہو، جیسے ایسا کنواں جس کے سوتے ہوں یا ایسا حوض یا ٹینکی وغیرہ جس میں مزید پانی شامل ہوتا رہتا ہو تو ایسے پانی سے اگر نجاست کے اثرات زائل ہوجائیں تو باتفاق مالکیہ اسے پاک سمجھا جائے گا، اگر اس میں اضافے کا کوئی ذریعہ نہ ہو (ولا مادۃ لہ) تو دیکھیں گے کہ یہ تغیر کیسے زائل ہوا، اگر یہ تغیر خود بخود پڑے پڑے زائل ہوجائے، یا اس پانی کا کچھ حصہ اس میں نکال لیا گیا جس کے ساتھ نجاست بھی نکل گئی اور باقی ماندہ پانی کا تغیر زائل ہوگیا تو مالکیہ کے ایک قول کے مطابق وہ پاک ہوگا اور دوسرے قول کے مطابق ناپاک ہی رہے گا، اور تغیر کا زوال اس میں مزید پانی شامل کرکے ہو، خواہ شامل شدہ پانی قلیل ہو یا کثیر، یا اس کا تغیر زائل کرنے کے لئے اس میں مٹی یا کوئی اور چیز ڈالی گئی ہو (آج کل کیمیکل ڈالنے کا بھی یہی حکم ہونا چاہئے) اور اس ڈالی گئی مٹی وغیرہ کا رنگ بو وغیرہ بھی اس میں موجود نہ ہوں تو تمام مالکیہ کے نزدیک وہ پانی پاک تصور ہوگا، دسوقی کی عبارت درج ذیل ہے:

صورتها ماء كثير ولا مادة له حلت فيه نجاسة وغيّرته ثم زال ذلك التغير تحقيقا أو ظنا لا بمطلق خلط به ولا بإلقاء شيء فيه من تراب أو طين بل زال تغيره بنفسه أو بنزح بعضه فالمسألة ذات قولين قيل: إن الماء يعود طهورا وقيل باستمرار نجاسته فإن زال تغيره بصب مطلق عليه قليل أو كثير أو ماء مضاف انتفت نجاسته قولا واحدا كما لو زال تغيره بإلقاء شيء فيه من تراب أو طين ولم يظهر فيه أحد أوصاف ما ألقي فيه فإن ظهر فلا نص واستظهر بعضهم نجاسته وبعضهم طهوريته

قوله: ولا مادة له أي وأما لو كان له مادة فإنه يطهر باتفاق، لأن تغيره حينئذ زال بكثرة المطلق

بظاہر اس کا مقتضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریسائکلنگ کے عمل کے دوران اگر اس میں عام پاک پانی بھی شامل کرلیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو نجاست کے اثرات کے خاتمے کے بعد وہ پانی پاک سمجھا جائے گا۔

فقہ شافعی:

فقہ شافعی میں بھی اس صورت پر صراحتاً بحث کی گئی ہے جبکہ پانی کا تغیر زائل ہوگیا ہو، یعنی نجاست کے اثرات پانی سے ختم ہوچکے ہوں، فقہ شافعی کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ ناپاک پانی کا پاک ہونا ممکن ہے، فقہ شافعی کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک پانی اگر قلیل ہو، یعنی قلتین سے کم ہو اور پانی میں نجاست کے اثرات محسوس نہ ہوتے ہوں تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں مزید پانی اتنا شامل کیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جائے کہ وہ قلتین کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جائے، اب اگر دوبارہ یہ پانی قلتین سے کم بھی رہ جائے تو پاک سمجھا جائے گا، پانی اگر کثیر ہو یعنی قلتین یا اس سے زیادہ ہو تو اسے ناپاک تب سمجھا جائے گا جبکہ وہ متغیر ہو جائے یعنی اس میں نجاست کا اثر (رنگ، بو، مزا) ظاہر ہو جائے، اب اگر یہ تغیر زائل ہو جائے یعنی اس پانی میں نجاست کا اثر باقی نہ رہے اور نجاست کے اثر کا ازالہ خود بخود وقت گذرنے سے ہوا ہو، یا اس طرح سے کہ اس میں اور پانی شامل ہو گیا، یا اس میں اور پانی شامل کر دیا گیا ہو، یا اس میں کچھ پانی نکال لیا گیا ہو اور اس کے نکالے جانے سے باقی ماندہ پانی سے نجاست کا اثر زائل ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں نجاست کا اثر ختم ہونے کے بعد پانی پاک سمجھا جائے گا، وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ہم نے اس پانی کو تغیر (نجاست کے رنگ بو وغیرہ) کی وجہ سے ناپاک قرار دیا تھا، جب ناپاک ہونے کا یہ سبب زائل ہو گیا تو پانی پاک سمجھا جائے گا، فقہ شافعی کی چند عبارت پیشِ خدمت ہیں:

فقہ شافعی کی معروف کتاب فتح المعین میں ہے:

والماء القليل إذا تنجس يطهر ببلوغه قلتين ولو بماء متنجس حيث لا تغير به والكثير يطهر بزوال تغيره بنفسه أو بماء زيد عليه أو نقص عنه وكان الباقي كثيرا

اس کی شرح إعانة الطالبين میں ہے:

قوله: والماء القليل إذا تنجس أي بوقوع نجاسة فيه وقوله: يطهر ببلوغه قلتين أي بانضمام ماء إليه لا بانضمام مائع فلا يطهر ولو استهلك فيه وقوله: ولو بماء متنجس أي ولو كان بلوغه ما ذكر بانضمام ماء متنجس إليه أي أو بماء مستعمل أو متغير أو بثلج أو برد أذيب۔

قال في التحفة: ومن بلوغهما به ما لو كان النجس أو الطهور بحفرة أو حوض آخر وفتح بينهما حاجز واتسع بحيث يتحرك ما في كل بتحرك الآخر تحركا عنيفا وإن لم تزل كدورة أحدهما ومضى زمن يزول فيه تغير لو كان۔

وقوله: حيث لا تغير به أي يطهر بما ذكر حيث لم يوجد فيه تغير لا حسا ولا تقديرا فإن وجد فيه ذلك لم يطهر۔

قوله: والكثير يطهر بزوال تغيره أي الحسي والتقديري۔

وقوله: بنفسه أي لا بانضمام شيء إليه كأن زال بطول المكث۔

وقوله: أو بماء زيد عليه أي أو زال تغيره بانضمام ماء إليه۔

أي ولو كان متنجسا أو مستعملا أو غير ذلك لا إن زال بغير ذلك كمسك وخل وتراب فلا يطهر للشك في أن التغير استتر أو زال بل الظاهر أنه استتر۔

وقوله: أو نقص عنه أي أو زال التغير أو بماء نقص عنه۔

وقوله: وكان الباقي كثيرا قيد في الاخيرة۔

أي وكان الباقي بعد نقص شيء منه كثيرا أي يبلغ قلتين

حاشية البجيرمي على الخطيب میں ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فإن زال تغيّره الحسي أو التقديري بنفسه بأن لم يحدث فيه شيء كأن زال بطول المكث أو بماء انضم إليه بفعل أو غيره أو أخذ منه والباقي قلتان طهر لزوال سبب التنجيس ـ

فإن زال تغيره بمسك أو نحوه كزعفران أو بتراب لم يطهر لأنا لا ندري أن أوصاف النجاسة زالت أو غلب عليها ما ذكر فاستترت

فقہ حنبلی:

فقہ حنبلی میں اس مسئلے پر صراحتاً بات کی گئی ہے کہ کیا جس پانی میں نجاست شامل ہو جائے وہ نجس العین ہو جاتا ہے اور اس کو پاک کرنا ممکن نہیں یا وہ نجس العین نہیں ہے، اگر چہ بعض عبارات کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا پانی نجس العین ہوتا ہے لیکن ترجیح اس کو دی گئی ہے کہ وہ نجس العین نہیں ہے، اس کی ناپاکی اس معنی میں ہے کہ اس کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہوتی ہے، جیسا کہ کپڑے وغیرہ کے ناپاک ہونے کا یہی مطلب ہوتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ نجس العین کو پاک کرنا ممکن نہیں ہوتا، جبکہ فقہ حنبلی میں ناپاک پانی کو پاک کرنا ممکن ہے، چنانچہ فقہ حنبلی کی معروف کتاب ''الفروع لابن مفلح'' میں ہے:

قوله وظاهر كلامهم أن نجاسة الماء النجس عينية وذكر شيخنا في شرح العمدة لا لأنه يطهر غيره فنفسه أولى وأنه كثوب نجس انتهى ـ

ما قاله الشيخ تقي الدين هو الصواب وفي قول المصنف إنها عينية نظر لأن الأصحاب قالوا النجاسة العينية لا يمكن تطهيرها وهذا يمكن تطهيره فظاهر كلامهم أنها حكمية وهو الصواب وهو ظاهر ما نقله المصنف عن بعض الأصحاب في كتب الخلاف

اسی طرح فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''الانصاف'' میں مرداوی لکھتے ہیں:

الثالثة: قال في الفروع: وظاهر كلامهم: أن نجاسة الماء عينية ـ

قلت: وفيه بعد وهو كالصريح في كلام أبي بكر في التنبيه وقد تقدم أن النجاسة لا يمكن تطهيرها وهذا يمكن تطهيره

فظاهر كلامهم إذن: أنها حكمية وهو الصواب

قال الشيخ تقي الدين في شرح العمدة: ليست نجاسته عينية لأنه يطهر غيره فنفسه أولى وأنه كالثوب النجس ـ

وذكر بعض الأصحاب في كتب الخلاف: أن نجاسته مجاورة سريعة الإزالة لا عينية ـ

ولهذا يجوز بيعه

وذكر الأزجي: أن نجاسة الماء المتغير بالنجاسة نجاسة مجاورة ـ

ذكره عنه في الفروع في باب إزالة النجاسة

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ''المغنی'' میں ابن قدامہ نے پوری فصل اس پر قائم کی ہے کہ ناپاک پانی کو پاک کیسے کیا جا سکتا ہے، ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ناپاک پانی کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ وہ قلتین سے کم ہو، اس صورت میں اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مزید پانی اتنا شامل کیا جائے کہ وہ قلتین ہو جائے، بشرطیکہ اس پانی میں نجاست کے اثرات محسوس نہ ہوتے ہوں، اگر اس میں نجاست کے اثرات موجود ہوں تو اتنا پانی ڈالنا ضروری ہے کہ اس کا تغیر زائل ہو جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ناپاک پانی قلتین کے برابر ہو، اس صورت میں اگر وہ پانی متغیر ہو یعنی اس میں نجاست کے اثرات محسوس ہوتے ہوں تو اس میں اتنا پانی ڈالا جائے کہ اس کا تغیر زائل ہو جائے، اسی طرح اگر خود بخود وقت گذرنے سے اس کا تغیر ہو جائے تب بھی وہ پاک ہو جائے گا، اور اگر وہ متغیر نہ ہو تو اس میں تھوڑے سے پانی کے اضافے سے بھی وہ پاک ہو جائے گا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ وہ پانی قلتین سے زیادہ ہو، اس کے پاک ہونے کی تین صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اس میں اور پانی کا اضافہ کیا جائے (جس سے اس کا تغیر زائل ہو جائے) دوسرے یہ کہ اس کا تغیر اس کے پڑے رہنے سے زائل ہو جائے، تیسرے یہ کہ اس سے اتنا پانی نکال لیا جائے کہ باقی ماندہ پانی میں تغیر باقی نہ رہے، بشرطیکہ جس وقت اس کا تغیر ختم ہوا ہے اس وقت وہ قلتین سے زائد ہو، اس ساری تفصیل کی وجہ ابن قدامہ نے یہ بیان کی ہے کہ اس پانی کے ناپاک ہونے کی علت اس کا تغیر یعنی اس میں نجاست کا اثر محسوس ہونا تھا، جب وہ علت زائل ہوگئی تو ناپاک ہونے کا حکم بھی زائل ہوگیا، ریسایکلنگ کے لئے جو پانی لیا جاتا ہے وہ بھی ظاہر ہے کہ بڑی مقدار میں ہوتا ہے اس لئے اس پر یہ تیسری صورت ہی لاگو ہوتی ہے، فقہ حنبلی میں اصل مدار اس پر ہے کہ پانی سے نجاست کے اثرات ختم ہوئے یا نہیں، جب نجاست کے اثرات کے پانی سے زائل ہونے کا یقین ہو جائے تو اسے پاک سمجھا جائے گا، مغنی ابن قدامۃ کی پوری عبارت درج ذیل ہے:

فصل : فی تطهير الماء النجس

وهو ثلاثة أقسام : أحدها ما دون القلتين فتطهيره بالمكاثرة بقلتين طاهرتين إما أن يصب فيه أو ينبع فيه فيزول بهما تغيره إن كان متغيرا وإن لم يكن متغيرا طهر بمجرد المكاثرة ، لأن القلتين لا تحمل الخبث ولا تنجس إلا بالتغير ولذلك لو ورد عليها ماء نجس لم ينجسها ما لم تتغير به فكذلك إذا كانت واردة ومن ضرورة الحكم بطهارتهما طهارة ما اختلطتا به ۔

القسم الثانی : أن يكون وفق القلتين فلا يخلو من أن يكون غير متغير بالنجاسة فيطهر بالمكاثرة المذكورة لا غير الثانی أن يكون متغيرا فيطهر بأحد أمرين ، بالمكاثرة المذكورة إذا أزالت التغير أو بتركه حتى يزول تغيره بطول مكثه ۔

القسم الثالث الزائد عن القلتين فله حالان أحدهما أن يكون نجسا بغير التغير فلا طريق إلى تطهيره بغير المكاثرة الثانی أن يكون متغيرا بالنجاسة فتطهيره بأحد أمور ثلاثة ، المكاثرة أو زوال تغيره بمكثه أو أن ينزح منه ما يزول به التغير ويبقى بعد ذلك قلتان فصاعدا فإنه إن بقی ما دون القلتين قبل زوال تغيره لم يبق التغير علة تنجيسه ، لأنه تنجس بدونه فلا يزول التنجيس بزواله ولذلك طهر الكثير بالنزح وطول المكث ولم يطهر القليل فإن الكثير لما كانت علة تنجيسه التغير زال تنجيسه بزوال علته كالخمرة إذا انقلبت خلا والقليل علة تنجيسه الملاقاة لا التغير فلم يؤثر زواله فی زوال التنجيس

البتہ حنابلہ کے مذہب کے مطابق ایک اشکال ہے، وہ یہ کہ عام نجاسات میں تو ان کے مذہب کے مطابق قلتین سے زائد پانی کے ناپاک ہونے کی علت پانی کا تغیر یعنی اس میں نجاست کے اثرات کا محسوس ہونا ہے، لہذا جب یہ علت زائل ہو جائے گی تو پانی پاک سمجھا جائے گا، انسانی بول

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور وہ براز جو مائع شکل میں ہو اس کے بارے میں حنابلہ کا ایک قول یہ ہے کہ اگر یہ ماء کثیر میں شامل ہو جائیں تو پانی میں تغیر ہو یا نہ ہو ہر حالت میں پانی ناپاک ہو جاتا ہے، لہذا انسانی پیشاب کے سے ماء کثیر کے ناپاک ہونے کی علت تغیر نہیں ہے لہذا اس میں تغیر کے زائل ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن خود حنابلہ کے ہاں اس بات میں دو روایتیں ہیں کہ انسانی بول کا حکم عام نجاسات والا ہی یا اس سے مختلف ہے، ایک روایت یہ ہے کہ انسانی پیشاب کا حکم عام نجاسات سے مختلف ہے، انسانی پیشاب سے تغیر کے بغیر بھی پانی ناپاک ہو جاتا ہے، اس روایت کے مطابق مذکورہ اشکال لازم آتا ہے، لیکن اس روایت کے مطابق بھی ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ اس میں مزید پانی شامل کرنے سے وہ پاک ہو جاتا ہے، چنانچہ مذکورہ عبارت میں ان کے یہ لفظ گذر چکے ہیں: ” أحدهما أن يكون نجسا بغير التغير فلا طريق إلى تطهيره بغير المكاثرة “ جبکہ دوسری روایت یہ ہے کہ انسانی پیشاب اور دیگر نجاسات میں اس حوالے سے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے، اس صورت میں مذکورہ اشکال سرے سے لازم ہی نہیں آتا، متاخرین حنابلہ نے اسی روایت کو راجح قرار دیا ہے، چنانچہ محمد صالح عثیمین فقہ حنبلی کی کتاب الشرح الممتع علی زاد المستقنع میں فرماتے ہیں:

القول الثاني: ـ وهو المذهب عند المتأخرين ـ : أنه لا فرق بين بول الآدميّ وعَذِرَتِهِ المائعةِ وبين غيرهما من النَّجاسات ، الكُلُّ سواء فإذا بلغ الماء قُلَّتين لم يَنجُس إلا بالتَّغيُّر وما دون القُلَّتين يَنجُسُ بمجرَّد الملاقاة

حاصل یہ کہ فقہ حنبلی کے مطابق ماء کثیر (جو قلتین سے زیادہ ہو) کے ناپاک ہونے کی علت اس کا تغیر ہے، جب یہ علت زائل ہو جائے تو پانی کا اصل حکم لوٹ آئے گا، واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com